

335146- علم غیب اور اس کی اقسام

سوال

مجھے میرے دوست نے علم غیب سے متعلق سوال پوچھا ہے کہ: ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ماضی اور مستقبل کی تمام باتیں جانتا ہے، بلکہ وہ بھی جانتا ہے جو نہیں ہوگا، اور اگر ہوتا تو کیسے ہوتا؟ یہ بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم محفوظ کتاب یعنی لوح محفوظ میں تب سے ہے جب کچھ بھی نہیں تھا۔ تو کیا اگر میں کسی مخصوص وقت کا الارم لگا کر اپنے دوستوں سے کہوں کہ فلاں وقت میں الارم بولے گا اور میں وہی وقت بتلاؤں جو میں نے خود سیٹ کیا ہوا ہے تو کیا میں عالم الغیب بن گیا ہوں؟!! جواب قطعی طور پر یہ ہوگا کہ نہیں، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ میں غیب نہیں جانتا۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو علم الغیب ہے، حالانکہ اسی نے اس کائنات کی ہر حرکت اس کی تخلیق سے پہلے لکھی ہوئی ہے، تو یہ تو بالکل ایسے ہی جیسے ابھی الارم کی مثال میں ذکر کیا ہے!؟

پسندیدہ جواب

TableOfContents

- اول: علم الغیب کی اقسام:
- ایمان بالغیب کی اہمیت:
- غیب کی اقسام:
- غیبی امور کے متعلق مثالیں:

اول: علم الغیب کی اقسام:

غیب دو طرح کا ہے:

مطلق غیب: اور اس قسم کا علم غیب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، مثلاً: قیامت کب آئے گی، بارش کب نازل ہوگی وغیرہ۔

نسبی غیب: یعنی ایسا غیب کا علم جو مخلوقات میں سے کچھ لیے غیب ہو اور کچھ کے لیے غیب نہ ہو، تو ایسی چیزوں کے علم کو علم الغیب اس کے لیے غیب کہیں گے جسے اس کا علم نہیں ہے، اور جسے اس کا علم ہے اس کے لیے وہ غیب نہیں ہے۔

لہذا اسلام میں غیب کا مطلب یہ ہے کہ: جو بھی چیز انسانی حس سے غیب ہو۔ چاہے اس چیز کا علم انسانوں کے لیے غیب ہی رہے اور انسان اس کے ادراک سے عاجز ہوں کہ اس چیز کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہو، یا پھر انسان کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے یقینی طور پر علم ہو جائے۔

ایسا بھی ممکن ہے کہ انسان غیب کی کچھ چیزوں کو اپنے عقلی شعور یا اسی طرح کے دیگر وسائل کی مدد سے جان لے، مثلاً: کچھ ایسی چیزیں جن تک انسان کی بذات خود رسائی ممکن نہیں ہے لیکن اپنی حس کو معاون آلات کے ذریعے وسعت دے جیسے کہ بصارت کے لیے انتہائی طاقتور دوربین وغیرہ استعمال کرے۔ تو ایسی چیزوں تک رسائی حاصل کرنا نسبی غیب سے تعلق رکھتا ہے، جیسے کہ اس کی تفصیلات آئندہ آرہی ہے۔

ایمان بالغیب کی اہمیت :

ایمان بالغیب انسان کو اس کائنات کی دیگر چیزوں سے ممتاز کرنے والی خصوصی خوبی ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ محسوس ہونے والی چیزوں کو محسوس کرنے میں تو حیوان بھی انسان کے ساتھ ہیں، لیکن غیب ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر ایمان لانے کی اہمیت صرف انسان کے پاس ہے، حیوانات کے پاس نہیں ہے: اسی لیے ایمان بالغیب تمام کے تمام آسمانی ادیان کی بنیادی کڑی ہے۔ چنانچہ الہامی ادیان میں بہت سے ایسے امور ہیں جنہیں حاصل کرنے کے لیے کتاب و سنت کی ثابت شدہ وحی کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، مثلاً: اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال کے بارے میں معلومات، ساتوں آسمانوں اور ان کے درمیان چیزوں کی معلومات، فرشتوں، انبیائے کرام، جنت و جہنم، شیاطین، جن اور دیگر ایمانی اور غیبی حقائق جن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی خبروں کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔

غیب کی اقسام :

1- مطلق غیب: اس سے مراد وہ علم غیب ہے جس کے بارے میں جاننے کے لیے وسائل اور ذرائع یا حواس کچھ بھی مفید نہ ہوں، اس کی پھر دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم: جس کی ساری تفصیلات اللہ تعالیٰ نے رسولوں پر وحی کے ذریعے لوگوں کو بتلا دی ہیں جو ان بتلائی ہوئی چیزوں کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔

اس کی مثال: شیاطین اور جنوں کے بارے میں خبریں وغیرہ، مثلاً: ان کے بارے میں قرآن کریم میں ہے کہ :

{فَمَنْ أُوْحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ كَانُوا إِذًا سَمِعُوا قُرْآنًا بِحِجَابٍ مِّمَّيْنِ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا}۔

ترجمہ: کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ [1] جو سیدھی راہ کی طرف لے جاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو کبھی شریک نہیں کریں گے۔ [الجن: 1-2]

دوسری قسم: اس سے مراد وہ علم غیب ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اطلاع نہیں دی، حتیٰ کہ کسی ارسال کردہ نبی کو بھی اور کسی مقرب فرشتے کو بھی اطلاع نہیں دی، علم غیب کی یہی قسم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مراد ہے :

{وَعَنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَلْقَاهَا إِلَّا هُوَ}۔

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہی غیب کی کھجیاں ہیں، جنہیں صرف وہی جانتا ہے۔ [الانعام: 59]

علم غیب کی اسی قسم کی مثال قیامت قائم ہونے کا وقت بھی ہے، اسی طرح موت کی جگہ اور وقت اور موت کا سبب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ نام کسی کو نہیں بتلائے، وہ بھی اسی قسم میں آتے ہیں، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

{إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُرْسِلُ الْغَيْبَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْآرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا تَأْكُلُ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ}۔

ترجمہ: بے شک اللہ اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہ بارش برساتا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹوں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔ [القمان: 34]

ایک حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعائیں فرماتے ہیں: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَنْ أَسْمَى مِنْ مَلَائِكَةِ سَمَائِكَ بِهٖ نَفْسِكَ أَوْ عَلَنِيهِ أَحَدٌ أَمِنْ فَطْرِكَ أَوْ اسْتَأْذَنَتْ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ

عَدُّكَ...» ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ تیرے ہر اس نام کا واسطہ دے کر مانگتا ہوں جو تونے اپنا خود رکھا ہے، یا تونے اپنا وہ نام اپنی کسی مخلوق کو سکھایا ہے، یا اسے اپنے پاس علم غیب میں محفوظ رکھا ہے۔

ایسی کمزور چیزوں کے ذریعے اشکال پیش کرنا بذات خود کمزوری اور بے وقعتی ہے، ایسے اشکالات کا جواب دینا کوئی مشکل نہیں ہے، ایسے خیالات تبھی انسان کے ذہن میں آتے ہیں جب دل میں نور نہ ہو تو شیطان خالی جگہ پا کر حملہ کر دیتا ہے، اور ایسی چیز ذہن میں ڈال دیتا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی، ایسی باتوں میں کوئی وزن نہیں ہوتا۔

دوم: کتابت، قضا و قدر پر ایمان لانے کے مراتب میں سے ایک ہے مرتبہ۔

لکھی ہوئی تقدیر جسے کتابت کہا جا رہا ہے اس کا سوال سے بالکل بھی تعلق نہیں ہے، ہمیں تو اس مثال کے ساتھ ایسے سوال پر تعجب ہو رہا ہے۔

کیونکہ یہ سوال تو تب بنتا جب اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف وحی کی ہوئی کہ الارم بالکل نہیں بجے گا، لیکن پھر بھی الارم بج جائے۔ تو ایسی صورت میں بتلائی گئی خبر حقیقت سے متضاد ہوتی۔

لیکن اگر کوئی شخص ماضی، یا حاضر یا مستقبل کے متعلق ایسی چیز جان لے جو ابھی تک رونما نہیں ہوئی، لیکن وہ اپنے علم اور تجربے کی بنیاد پر معلوم کر لیتا ہے، تو اس میں اور تقدیر کے تحریری شکل میں ہونے میں کیا اشکال ہے؟ کیونکہ لوح محفوظ میں توقیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے وہ سب کچھ لکھا ہوا ہے!؛

بہر حال، کتابت قضا و قدر پر ایمان لانے کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے 50 ہزار سال قبل یہ سب کچھ لکھا ہوا ہے۔

اور تقدیر پر ایمان لانے کے لوازمات میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ درج ذیل امور پر ایمان لائیں:

- انسان کا ذاتی ارادہ اور مشیت ہے اسی ارادے کی بدولت انسان اپنے تمام کام سر انجام دیتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی ارادے اور مشیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿مَنْ لَمْ يَشَأْ يَمْضُكُمْ أَنْ يَسْتَنْتِمْ﴾، ترجمہ: تم میں سے اس کے لیے جو سیدھے راستے پر چلنا چاہے۔ [التکویر: 28]، اسی طرح فرمایا: ﴿لَا يُلْهِكُمْ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَاذُنًا مَعَهَا﴾، ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں بناتا۔ [البقرة: 286]

[اس آیت سے محل استنباد یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ انسانی قدرت اور طاقت سے بڑھ کر جب حکم نہیں دیتا تو اس کا مطلب واضح ہوا کہ بندے کی قدرت اور ارادہ بھی ہے۔ مترجم]

- انسانی مشیت اور قدرت اللہ تعالیٰ کی قدرت اور مشیت سے خارج نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو چیزوں میں تفریق اور امتیاز کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا: ﴿وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾، ترجمہ: اور جب تک اللہ رب العالمین نہ چاہے تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ [التکویر: 29]

اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر: (49004) کا جواب ملاحظہ کریں۔

تو اگر آپ نے الارم خود سیٹ کیا اور آپ جانتے ہیں کہ الارم مقررہ وقت پر بجے گا، تو اگر الارم مقررہ وقت پر بج جائے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھا ہوا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام تر اسباب پیدا فرمائے، آپ کو صرف توقع تھی کہ الارم بجے گا، وگرنہ یہ ممکن تھا کہ کوئی بھی ایسی رکاوٹ کھڑی ہو جاتی جس سے الارم بج ہی نہ پاتا، تو نہ بجنے کی صورت میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس لکھا ہوا تھا اور یہی اس کی تقدیر تھی۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ کتابت کی بھی دو قسمیں ہیں:

تقدیر کی ایسی کتابت جو کبھی بھی نہ تبدیل ہوگی اور نہ ہی اس میں رد و بدل ہو سکتا ہے، اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

اور ایک ایسی کتاب بھی ہے جس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، اس سے مراد فرشتوں کے ہاتھوں میں موجود تحریری ریکارڈ ہے، یہ تحریری ریکارڈ آخر کار اسی ریکارڈ کے مطابق بن جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، یہ مضموم اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَكْتُبُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُخَيِّرُ وَحَدِيثُ أُمِّ الْكِتَابِ﴾۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے، اور ام الكتاب [لوح محفوظ] تو اسی کے پاس ہے۔ [الرعد: 39] کا ایک مضموم ہے۔

اور یہاں سے ہمیں یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ جو صحیح حدیث میں آتا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے، یا رزق میں فراخی آتی ہے، یا اسی طرح حدیث میں ہے کہ دعا تقدیری فیصلوں کو مسترد کر دیتی ہے، ان سب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ اس کا فلاں بندہ صلہ رحمی کرے گا، یا وہ دعا کرے گا تو اس کے لیے لوح محفوظ میں فراخی رزق اور عمر میں اضافہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔

واللہ اعلم